Journal of Islamic Civilization and Culture (JICC)

JOURNAL OF ISLAMIC CIVILIZATION AND CULTURE(JICC)

Volume 4, Issue 1 (January-June, 2021)
ISSN (Print):2707-689X
ISSN (Online) 2707-6903
Issue: http://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/10
URL: http://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/10
Article DOI: https://doi.org/10.46896/jicc.v4i01.137

Title Character Building of Individuals and Islamic Teaching

Author (s): Dr. Razia Shabana,Dr.Fayyaz Ahmad Farooq, and Afifa

Received on: 29 June, 2020
Accepted on: 29 May, 2021
Published on: 25 June, 2021

Citation: Dr. Razia Shabana,Dr.Fayyaz Ahmad Farooq, and Afifa Rashid, “Construction: Character Building of Individuals and Islamic Teaching,” JICC: 4 No, 1 (2021): 69-93

Publisher: Al-Ahbab Turst Islamabad

Click here for more

افراد معاشرہ کی کردار سازی اور اسلامی تعلیمات

Character building of individuals and Islamic teachings

* ڈاکٹر رضیہ شبانہ

** ڈاکٹر فیاض احمد فاروق

***عفیفہ رشید

Abstract

Character building of civilians is very significant in the development of society. Social factors much affectively the growth training and character building of society peoples. The concept of welfare society can be understood by the people’s actions, thought and way of life. No society can make progress unless the people character building cannot be made in better way. Human life is much affected with courtesy, good manners and ways of life Social as well as some other factors. These demands more attention in character buildings. In modern age, it is an important obligation. Thus, it is necessary to give importance to the people character building so that all the peoples can perform their best role in society development.That why the parents should play their positive roles in character buildings. In this article, the people character building evaluated in the teaching of the Holy Prophet (PBUH) and which applicable procedure is developed in the light of today demand.

Key words: Concept of character building, foundations of character building, factors of character Building,

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، انسٹی ٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان

*** لیکچرر، شعبہ اسلامیات، وومن یونیورسٹی مردان

تعارف

منظم انسانی زندگی گزارنے کے جو ادارے وجود میں آتے ہیں ان میں سے ایک معاشرہ ہے۔ معاشرہ دراصل افراد کا وہ مجموعہ ہوتا ہے، جو باہم مل جل کر زندگی بسر کرتا ہے اور یہیں سے انسان کی تہذیبی و تمدنی زندگی کا بھی آغاز ہوتا ہے۔ معاشروں میں تمدن دراصل افراد کی طرز زندگی کے تصور کے وضاحت کرتا ہے اور اسی تمدن سے مختلف اقوام کی طرز زندگی سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ جب سے انسان کی معاشرتی زندگی کا ارتقاء ہوا تو معاشرتی تمدن نے خاصی اہمیت اختیار کری، کیونکہ اقوام عالم کے عروج و زوال کی داستانیں بھی ان کی تہذیبی و تمدنی زندگی سے معلوم ہوتی ہیں۔ چناچہ تہذیب و تمدن انسان کی معاشرتی زندگی کی عکاس ہوتی ہے، اس لیے افراد معاشرہ کی تعمیر سیرت و کردار کی طرف بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔ کسی بھی معاشرہ کی تعمیر و ترقی اور اس میں بسنے والے افراد کی کردار سازی بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے کیونکہ انسان کی تخلیق فطرت انسانی پر ہوتی ہے، پھر مختلف معاشرتی، تہذیبی، ثقافتی اور سماجی عوامل اس کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان عوامل کی بنیاد پر ہی معاشرے میں رہنے والے افراد کی شخصیت میں نکھار یا بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے افراد معاشرہ کی بہترین تربیت اور ان کی کردار سازی کے لیے ان معاشرتی عوامل پر نظر رکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تاکہ اچھے عوامل انسانی شخصیت پر اثر انداز ہوں اور وہ معاشرے میں اچھی زندگی گزار سکے۔ معاشرے کا فلاحی تصور بھی دراصل معاشرے میں رہنے والے افراد، ان کے افعال و کردار، فکری سوچ اور طرز حیات سے منطبق ہوتا ہے۔ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس معاشرے کے افراد کی بہتر انداز میں کردار سازی نہ کی جائے۔

قرآن کریم نے بنی نوع انسان کی تشکیل و تعمیر، بناوٹ و تکمیل اور اس کی شخصیت و کردار سے متعلق بہت سے حقائق و معارف کا ذکر کیا ہے۔ اور انسانی شخصیت و کردار پر براہ راست اثر انداز ہونے والے عوامل اور اسباب کا تذکرہ کیا ہے۔ ان وجوہات کو بھی بیان کیا ہے جن کے باعث انسان راہِ ہدایت سے بھٹک کر گمراہی و ضلالت کا شکار ہو جاتا ہے۔ انسان کا اپنے رب کے ساتھ جو تعلق ہے اگر عبدیت کے دائرے میں رہتے ہوئے اس ہدایت ربانی سے مستفید ہو تو پھر انسان کامیابی و کامرانی سے ہمکنار بھی ہوتا ہے اور نعمت خداوندی کو استعمال کر کے معاشرے کے لیے اپنے وجود کو بھی مفید بناتا ہے، اپنی شخصیت میں نکھار پیدا کرتے ہوئے افراد معاشرہ کی بہتر کردار سازی میں بھی اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں افراد معاشرہ کی کردار سازی کی طرف کافی رہنمائی ملتی ہے اور نبی کریم ﷺ

کی تو پوری زندگی ہمارے لیے اسوہ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن کریم اور سیرت نبویہ میں انسان کے قلوب کی صفائی، تزکیے اور روحانی واخلاقی بیماریوں کے علاج کا بھی ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہے اس لیے کائنات کی ہر چیز پر اس کی نظر ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَہُوَاللَّطِیْفُ الْخَبِیْر[1]

"کیا وہی آگاہ نہیں ہو گا جس نے پیدا کیا ہے وہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے"۔

گویا معلوم ہوا کہ تخلیق انسان سے اس بات پر خصوصی توجہ دی گئی کہ انسان کے ہر کام کا اللہ کو علم ہے، اس لیے انسان نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر اچھی سیرت و کردار کی تعمیر کرنی ہے تاکہ وہ معاشرے میں معزز و مکرم زندگی گزار سکے۔ انسان کی پیدائش تو فطرت انسانی پر ہوتی ہے، جس سے اس میں نیک کام کرنے کی صلاحیت اور گمراہی سے بچنے کی استعداد موجود ہوتی ہے۔ اس فطری صلاحیت میں نکھار لانے کے لیے اچھی سیرت و کردار کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اس کے لیے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ اس فطری صلاحیت و استعداد کو ابھارنے، جلا بخشنے اور پروان چڑھانے کے لیے تعلیم و تربیت اور تہذیب کی طرف توجہ دی جائے، تاکہ انسانی سیرت و کردار کو نکھار کر اس کو کرہ ارض کے لیے شمع نور بنایا جاسکے۔ بعض اوقات انسان معاشرے کے برے عناصر اور ان کے اثرات کی وجہ سے راہ راست سے بھٹک کر گمراہ ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے بھی انسان میں غلط رجحانات جنم لینے لگتے ہیں۔ ان منفی اور برے رجحانات کو ختم کرنے کے لیے بھی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے اور اس اصلاح کو بھی کردار سازی کا نام دیا جاتا ہے۔

1۔ کردار سازی کا مفہوم

جب ہم کردار سازی کی بات کرتے ہیں تو اس میں انسانی شخصیت کو اس کے عادات و اطوار سے پہچانا جاتا ہے۔ اس میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کردار کی نشو نما کیسے ہوتی ہے، کیونکہ اس کردار کا انسانی شخصیت پر گہرا اثر بھی مرتب ہوتا ہے، پھر اسی کردار سازی کے حوالے سے انسانی شخصیت کی پہچان بھی ہوتی ہے۔ اہل لغت نے کردار کے مختلف معانی بیان کیے ہیں۔

مختصر اردو لغت میں کردار کے تین معنی بیان ہوئے ہیں

۱۔ طرز، انداز اور طور طریق ۲۔ کام، شغل اور فعل ۳۔ چلن، خصلت اور عادت[2]

حسن اللغات میں کردار کے یہ معنی بیان ہوئے ہیں۔

"کام، شغل، روش، طور، طریقہ، چلن، خصلت، عمل برتاو" (3)

جہانگیر اردو لغت میں کردار کا مطلب ہے۔

" طبیعت، خصلت (جو طرز عمل سے ظاہر ہو)، چلن، روش" (4)

مولوی فیروز الدین "فیروز اللغات" میں لکھتے ہیں۔

"کردار سے مراد طرز، طریق، قاعدہ، کام، چلن، خصلت، عادت اور طریق وغیرہ" (5)

گویا کردار سے مراد زندگی گزارنے کا طریقہ یا عادات و اطوار ہیں جو انسانی اعمال و افعال کی بنیاد پر ظاہر ہوتے ہیں پھر انھی عادات و اطوار کی بنیاد پر انسانی شخصیت پروان چڑھتی ہے۔ انسانی افکار و اعمال کی اصلاح بھی انھی بنیادوں پر ہوتی ہے جو اس کے قول و فعل سے ظاہر ہوتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے میں انسانی شخصیت کی پہچان بھی اسی کردار کے حوالے سے ہوتی ہے اس لیے کردار کو اچھا بنانے کی طرف زیادہ رجحان رہتا ہے جس کو کردار سازی کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی کردار سازی سے انسانی شخصیت میں نکھار پیدا ہوتا ہے، انسانی شخصیت میں محاسن کا مجموعہ ترتیب پاتا ہے اور رذائل سے اجتناب کی کوشش کی جاتی ہے، اس فطری عمل کو بھی کردار سازی کا نام دیا جاتا ہے۔

2۔ کردار سازی کی بنیادیں

اگر ہم کردار سازی کو وسیع معنوں میں دیکھیں اور اس کے بنیادی فلسفے پر غور کریں تو کچھ عناصر ایسے معلوم ہوتے ہیں جو انسان کی کردار سازی میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں فطرت انسانی، معاشرتی ماحول اور اخلاقی اقدار قابل ذکر ہیں۔ ان بنیادوں سے انسانی شخصیت اور سیرت و کردار عروج کی منازل طے کرتی ہے۔

ا۔ فطرت انسانی

جب انسان پیدا ہو کر اس دنیا میں تشریف لاتا ہے تو تمام رذائل سے پاک ہوتا ہے اور اس کا دل تمام خوبیوں، حقائق و معارف سے مزین ہوتا ہے۔ پھر وہ جیسے جیسے اس دنیا کے مزاج سے آشنا ہوتا ہے تو دنیاوی اسباب و عوامل اس کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں، جن کی بعد میں تطہیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تطہیر تزکیہ نفس سے کی جاتی ہے، مگر حقیقی معنوں میں انسان کی پیدائش فطرت صحیحہ پر ہوتی ہے اور اس فطرت انسانی میں نور ہدایت بھی عیاں ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فِطْرَتَ اللهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَالَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللهِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا

يَعْلَمُوْنَ(6)

"یہ (دین) وہ فطرتِ الٰہی ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور خلقتِ الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے یقیناً یہی سیدھا اور مستحکم دین ہے مگر لوگوں کی اکثریت اس بات سے بالکل بے خبر ہے"۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

ما من مولود يولد الا يولد على الفطرة(7) "ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے"

ہر بچہ بنیادی طور پر تو فطرت پر پیدا ہوتا ہے، مگر خاندانی، معاشرتی، سماجی، ثقافتی، تمدنی اور تہذیبی اسباب وعوامل کی بنیاد پر وہ اچھائی یا برائی کی طرف مائل ہو جاتا ہے جو بعد میں انسانی شخصیت کا حصہ بن جاتی ہیں۔ انسان اپنی فطری صلاحیت کے ذریعے حق وباطل، خیر وشر اور نیکی وبدی کے درمیان تمیز کرلیتا ہے۔ پھر اللہ جل شانہ، نے انسان کو ارادہ اور عمل کی آزدی دے رکھی ہے وہ اپنے ارادے سے خیر یا شر کا عمل کرتا ہے۔ جب انسان کے عمل میں بگاڑ پیدا ہو جائے یا وہ برائی کا دلدادہ ہو جائے تو پھر اسے ہدایت کی ضرورت پیش آتی ہے اور یہ ہدایت بھی اس کی سیرت وکردار اور کردار سازی کے لیے ہوتی ہے تاکہ وہ رذائل کو چھوڑ کر اچھائیوں کی طرف مائل ہو جائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ۔(8) "اور ہم نے اسے دونوں راستے بتادیئے"۔

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا(9) "ہم ہی نے اس کو راستہ بتلایا پھر یا تو وہ شکر گزار ہوا یا ناشکرا ہو گیا"۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت سے انسان کو اچھائی یا برائی سے باخبر کر دیتا ہے ان میں سے ایک چیز انسان کو نجات دلاتی ہے جبکہ دوسری چیز انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔ اس لیے اچھائی کے راستہ کو اختیار کر کے انسان اپنی سیرت وکردار کو دنیا کے لیے مرقع نور بنالیتا ہے۔ انسان اپنی فطری صلاحیت و استعداد کے ذریعے حلال وحرام، خیر وشر، حق وباطل اور نیکی وبدی کا ادراک کرلیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

وَعَن وابصَةَ بن مَعْبدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَا وَابِصَةُ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَجَمَعَ أَصَابِعَهُ فَضَرَبَ صَدْرَهُ وَقَالَ: «اسْتَفْتِ نَفْسَكَ

اسْتَفْتِ قَلْبَكَ» ثَلَاثًا «الْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ

فِي الصَّدْرِ وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ [10]

حضرت وابصہ بن معبدؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ: "میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم ہر نیکی کے بارے میں مجھ سے پوچھنے آتے ہو میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا اپنے دل سے پوچھو، نیکی وہ ہے جس پر نفس مطمئن ہوا اور قلب مطمئن ہو اور بدی وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور سینہ میں تردد و تشکک باقی رہے اگرچہ تمہیں لوگوں نے فتویٰ دے دیا ہو"۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ انسان اپنی فطرت کے باعث اعمال صالح کی طرف جھکتا ہے۔ اور اس کی طبیعت اس پر مطمئن ہوتی ہے اور جب کبھی اس کے دل میں برا خیال آتا ہے تو وہ بے اطمینانی و تردد محسوس کرتا ہے۔ انسان کی طبیعت اپنی فطرت کی وجہ سے یہ محسوس کرلیتی ہے کہ کون سا عمل قابل تعریف ہے کون سا مذموم، یہ فطری استعداد اچھی تربیت سے پروان چڑھتی ہے اور قوت و نمو پاتی ہے اور غلط تربیت کے نتیجے میں ماند پڑ جاتی ہے اور دب جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا [11]

"قسم ہے جان کی اور اس کی جس نے اسے درست بنایا پھر اس کی بدکرداری اور اس کی پرہیز گاری دونوں کا اسے القا کیا وہ یقینا بامراد ہو گیا جس نے اپنی جان کو پاک کر لیا اور وہ یقینا نامراد ہوا جس نے اس کو دبا دیا"۔

انسانی شخصیت کی تعمیر کے کئی مدارج ہیں، کیونکہ انسانی نفس ادراک کرتا ہے، نفس عمل کرتا ہے اور کردار تشکیل پاتا ہے۔ انسانی نفس کبھی روح اور کبھی پوری ذات کے لیے بولا جاتا ہے اور اگر انسانی نفس بدی کی راہ پر چلنے کا فیصلہ کرلے تو اسے نفس امارہ کا نام دیا جاتا ہے، اگر وہ برائی پر کڑھتا اور ملامت کرتا ہے تو اسے نفس لوامہ کا نام دیا جاتا ہے اور اگر راہ راست کو اختیار کرنے کے بعد مطمئن ہو جائے تو پھر اسے نفس مطمئنہ کا نام دیا جاتا ہے۔

قرآن کریم نے انسانی نفس کی تعمیر کے تین مدارج طے کیے ہیں۔

۱۔ نفس امارہ ۲۔ نفس لوامہ ۳۔ نفس مطمئنہ

نفس امارہ سے مراد ایسا نفس جس میں صفات مذمومہ جمع ہو جائیں، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے بہتر جہاد اسی نفس کے خلاف لڑنے کو کہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَآاُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡم(12)

"اور میں اپنے نفس کو بھی بری نہیں قرار دیتا کہ نفس بہرحال برائیوں کا حکم دینے والا ہے مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے کہ وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے"۔

جہاں تک نفس لوامہ کا تعلق ہے تو جو لوگ اس نفس کے خلاف مسلسل جہاد میں مصروف رہتے ہیں تو اللہ سے دور ہوتے ہوئے بھی وہ کڑھتا رہتا ہے تو اسے سکون کامل نصیب نہیں ہوتا اور وہ اس پر اعتراض کرتا رہتا ہے۔ اس کیفیت کو قرآن کریم میں ارشاد ہے

وَلَآ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ(13)

"اور برائیوں پر ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں"

جب انسان شہوات سے مزاحمت کرتا ہے اور اس کا اضراب دور ہو جاتا ہے تو وہ فرمابرداری میں گم ہو جاتا ہے اور یہی مقصد حیات ہے، ایسے انسانوں سے خدا اور اس کا رسول راضی ہو جاتا ہے قرآن کریم میں ارشاد ہے

یٰٓاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ارۡجِعِیۡٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً(14)

"اے نفس مطمئن اپنے رب کی طرف پلٹ آ اس عالم میں کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے"۔

قلب انسانی کی چھ قوتیں ایسی ہیں جو انسانی کردار کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں

۱۔ شہوت ۲۔ غضب ۳۔ تحریک ۴۔ تفہیم ۵۔ عقل وارادہ(15)

انسانی کردار واعمال کا مصدر و منبع انسان کا دل ہے، اسی لیے انسانی اعمال کے صدور کا جتنا تعلق قلب سے ہے کسی اور سے نہیں ہو سکتا۔ تمام افکار و تصورات اسی دل کے سرچشمے سے جنم لیتے ہیں، اگر یہ سرچشمہ گدلا ہے تو افکار واعمال بھی گدلاہٹ کا شکار ہوں گے اگر یہ سرچشمہ شفاف ہے تو پھر ایسے افکار واعمال سرزد ہوں گے جو انسان کی سیرت و کردار میں معاون ثابت ہوں گے۔ انسان کا نفس بھی امارہ سے محفوظ ہو کر نفس لوامہ کی منزلیں طے کرتے ہوئے نفس مطمئنہ کی کیفیت حاصل کر لے گا۔

اسلام کی نظر میں انسان کی قدر و قیمت اس کے ایمان، تقویٰ، اعمال صالحہ اور اخلاق و کردار کی بنیاد پر ہے۔ انسان کے حسب و نسب، مال و منا، جاہ و منصب، قوت وطاقت، ظاہری آرائش و زیبائش کی بنا پر نہیں۔ رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن ایک نہایت عظیم الجثہ شخص آئے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قدر و قیمت مچھر کے پر سے زیادہ نہیں ہوگی، کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔[16]

"سو ہم قیامت کے دن ان کے اعمال کا ذرا سا بھی وزن قائم نہیں رکھیں گے"۔

ان اللہ لاینظر الی صورکم واموالکم ولکن اللہ ینظر الی قلوبکم واعمالکم۔[17]

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال و دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے"۔

در حقیقت شخصیت و کردار کے حوالے سے تعلیمات نبوی میں پائے جانے والے اشارے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ان سے روشنی حاصل کرتے ہوئے اپنے شخصی معاملات درست کریں اور اپنے کردار کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں۔

۲۔ معاشرتی ماحول

کوئی بھی معاشرہ انسانی زندگی پر زیادہ اثر انداز ہوتا ہے اور معاشرتی عوامل کی بنیاد پر انسانی سیرت و کردار کی تعمیر ہوتی ہے۔ گویا کردار سازی میں معاشرتی ماحول بھی ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ عام معاشرتی زندگی میں تمام انسان باہم مل جل کر زندگی گزارتے ہیں، آپس میں لین دین کرتے ہیں، سماجی تعلقات بناتے ہیں اور عائلی زندگی کی بنیادیں قائم ہوتی ہیں۔ ان تمام تعلقات میں کچھ عوامل، اسباب و محرکات انسانی زندگی پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان میں رہن سہن، طرز زندگی اور ماحول سب شامل ہوتے ہیں چنانچہ کردار سازی کے لیے جہاں معاشرتی عوامل کو زیر بحث لاہا جاتا ہے وہیں انسانی عقل و تدبر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ انسانی ذہن غور و فکر کی بنیاد ہے، عقل ہی معرفت علم کا ذریعہ ہے۔ علم و معرفت کے بغیر انسان کسی چیز کو قبول نہیں کرتا اور اس سے پہلے اس کی نفسیاتی نشو نما اور تدریج بہت ضروری ہے. اگر مختلف افراد معاشرہ کے درمیان غور کیا جائے تو ان کے رنگ و نسل، جسمانی، عقلی و فکر صلاحیتوں تعلیم و تعلم کی صلاحیت و قدرت، اور ان کے ذاتی خدوخال کے درمیان نمایاں فرق نظر آتا ہے، اسی فرق کو سامنے رکھتے ہوئے کردار سازی کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔

دور جدید کے ماہرین نفسیات نے بھی کردار سازی کے لیے تربیتی اور معاشی مقاصد کو پورا کرنے میں ا س تفریق کو سامنے رکھتے رکھتے ہوئے اصول وضوابط وضع کیے ہیں۔ جن کی بنیاد پر یہ کہا جاتا ہے کہ ہر فرد کو اس کی ذاتی صلاحیتوں کے مناسب کام میں لگایا جائے اور اسی کے مطابق اسے تعلیم و تربیت دی جائے، تعمیر سیرت

اور کردار سازی کی جائے۔ معیشت اس دور کا سب سے اہم مسئلہ ہے اس لیے معاشی مسائل کو حل کرنے کی طرف خصوصی توجہ دی جائے تاکہ اس وجہ سے معاشرتی ناہمواریوں کو ختم کرکے کردار سازی کی جاسکے۔

قرآن کریم میں معاشی ناہمواریوں کو ختم کرکے معاشیت کی مساویانہ تقسیم کی تعلیم دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَہُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّکَ ۚ نحن قسمنا بینہم معیشتہم فی الحیوۃ الدنیا وَرَفَعْنَا بَعْضَہُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُہُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا [18]

"تو کیا آپ کے پروردگار کی رحمت کو یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں ہم نے تو ان کے درمیان ان کی دنیوی زندگی تک میں ان کی روزی تقسیم کر رکھی ہے، اور ہم نے ایک درجے دوسرے سے بلند رکھے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے"۔

دوسری جگہ ارشادہ خداوندی ہے:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ [19]

"اور اس کی نشانیوں مین سے بنانا ہے آسمانوں اور زمینوں کا اور الگ ہونا ہے تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا، بے شک اس میں بھی نشانیاں ہیں علم والوں کے لیے"۔

لوگوں کے درمیان اس شخصی تفریق کی جانب حدیث مقدسہ میں بھی اشارہ ملتا ہے:

عن ابی موسیٰ الاشعری قال:قال رسول اللہﷺ ان اللہ تعالیٰ خلق آدم من قبضۃ قبضھا من جمیع الارض فجاء بنو آدم علیٰ قدر الارض فجاء منھم الاحمر والابیض والاسود وبین ذالک والسھل والحزن والخبیث والطیب [20]

"حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کے ہر حصے سے ایک مٹھی مٹی لے کر اس سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، چناچہ ان کی اولاد میں مٹی کی مناسبت سے کوئی سرخ ہے، کوئی سفید ہے، کوئی سیاہ ہے اور ان کے درمیان مختلف رنگوں کے، نرم مزاج و گرم مزاج، اسی طرح کوئی پاک طینت ہے اور بد طینت لوگ پیدا ہوئے"۔

اس حدیث میں لوگوں کے رنگ آہنگ، طبیعتوں اور مزاجوں کے فرق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جس طرح زمین کے مختلف حصے مختلف رنگ صلاحیتوں اور خصوصیات کے مالک ہوتے ہیں کوئی حصہ نرم اور ہموار ہوتا ہے تو کوئی حصہ پیچیدہ اور دشوار گزار ہوتا ہے اسی طرح لوگوں کے درمیان رنگوں کا فرق بھی پایا جاتا

ہے۔ کوئی سرخ رنگ کا ہے کوئی کالے رنگ کا کوئی گوراچٹا ہے اسی طرح مزاج، اخلاق وعادات کے اعتبار سے بھی لوگوں کے مختلف درجات ہوتے ہیں۔ کوئی کوش طبیعت، خوش اخلاق، نرم مزاج اور معاملے کا صاف شخص ہوتا ہے، اور کوئی اس کے برعکس بداخلاق، درشت مزاج بدکردار اور لوگوں کے ساتھ خشکی کے ساتھ پیش آنے والا ہوتا ہے۔ ان تمام معاشرتی عوامل کو سامنے رکھتے ہوئے افراد کی کردار سازی کی جاتی ہے کیونکہ یہ تمام معاشرتی عوامل انسانی زندگی پر براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔

۳۔ اخلاقی اقدار

انسان کی کردار سازی میں اخلاقیات بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، کیونکہ یہ وہ اقدار ہیں جس سے اچھے اور برے کی تمیز ہوتی ہے اور اسی سے پھر انسانی شخصیت کا کردار سامنے آتا ہے۔ ذیل میں پہلے اخلاق کا جائزہ لیتے ہیں۔

جہاں تک اخلاق کا تعلق ہے تو اخلاق خلق کی جمع ہے جس کے معنی اچھی عادات، تہذیب انسانیت، ملنساری، مروت کے ہیں، یعنی وہ علم جس میں تہذیب نفس اور معاشرتی معاملات کے اصولوں سے بحث ہوتی ہے۔[(21)]

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی تہذیب میں اچھے طور طریقوں کا اختیار کرنا، اس کے مطابق زندگی گزارنا اور عام معاشرتی معاملات کو اس کے مطابق ڈھالنا اور ایسا طریقہ وضع کرنا جو آپ کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دے۔ اسی قسم کی وضاحت قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بھی ملتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ[(22)] "اور تمہارے اخلاق بہت اعلیٰ ہیں"۔

جب ہم نبی کریم ﷺ کے اسوہ کی بات کرتے ہیں تو آپ کی پوری زندگی ہمارے لیے کامل نمونہ ہے۔ یہ اعلیٰ نمونہ آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ، عادات مطہرہ اور کمالات جلیلہ کی وجہ سے ہے۔

خلق کے ساتھ ساتھ قرآن کریم میں خلاق کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے یعنی وہ فضیلت جو انسان اپنے اخلاق سے حاصل کرتا ہے۔[(23)]

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی ایسی عادات، طور اطوار اور کردار جس کی وجہ سے اسے فائدہ یا نقصان ہو یا وہ مقام و مرتبہ جو وہ اپنے کردار سے حاصل کرے۔ انسانی کردار کی تطہیر بھی اعلیٰ اخلاقی اقدار میں

ہوتی ہے۔ جہاں تک فائدہ یا نقصان کا تعلق ہے تو یہ دنیاوی اور اخروی دونوں حوالوں سے شامل ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ما لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ[24] "ایسے لوگوں کا اخرت میں سے کچھ حصہ نہیں"۔

گویا اخلاق سے مراد کسی شخص کے کردار اور عادات کے ہیں۔ انسان کا کردار ہی اس کے لیے بھلائی یا برائی کا سبب بنتا ہے۔ اس سے مراد ایسا کردار بھی ہے، جس سے انسانی روح کی بالیدگی میں اس کا اثر نمایاں ہوتا ہے جس کے نتیجے میں انسان اچھے اعمال کی طرف راغب ہوتا ہے اور اخلاقی اقدار اور اخلاقی معیارات کی تنفیذ اس کے لیے آسان ہو جاتی ہے۔ کردار کی پختگی میں ایسا نشو وارتقاء ہوتا ہے جس کی بنیاد پر اچھے اور برے کی تمیز سے روشناس ہو کر صرف اچھائی کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ اسی بات کی وضاحت ہمیں احادیث میں بھی ملتی ہے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

البر حسن الخق والاثم ماحاک فی صدرک وکرہت ان یطلع علیه الناس[25]

"نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو برے دل میں کھٹکے اور تو لوگوں کو اس پر باخبر ہونے کو نا پسند کرے"۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اخلاق سے ہی انسان کے کردار کی تطہیر ہوتی ہے اور یہ اخلاق انسان کے کردار پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی شخصیت میں اخلاق اور اخلاقی اقدار کی حیثیت مسلمہ ہے اور اس کی اہمیت ہمیں قرآن وحدیث میں بھی ملتی ہے۔

حدیث میں اخلاق کی اہمیت یوں بیان کی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ قَالَ إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا۔[26]

"عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہترین لوگ وہی ہیں جو اپنے اخلاق میں دوسروں سے اچھے ہیں"۔

عنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ۔[27]

"ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میزان میں کوئی چیز بھی اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی نہ ہوگی"۔

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ۔[28]

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بندہ مومن حسن اخلاق سے وہی درجہ حاصل کرلیتا ہے جو دن کے روزوں اور رات کی نمازوں سے حاصل ہوتا ہے"۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اخلاق کو بہت اہمیت دی گئی ہے، کیونکہ اخلاق اور اخلاقی اقدار سے انسانی سیرت کی پہچان ہوتی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اخلاق کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"خلق انسان کی اس کیفیت کا نام ہے جو اس کی طبیعت کے مختلف اوصاف کی جدوجہد کر کے اپنی جانب راجع کرے"۔ (29)

امام غزالی نے احیاء علوم الدین میں خلق کی بڑی عمدہ تعریف کی ہے وہ فرماتے ہیں۔

"خلق نفس کی اس ہیت راسخہ کا نام ہے جس سے تمام افعال بلاتکلیف صادر ہوں اگر یہ افعال عقلاً اور شرعاً عمدہ اور قابل تعریف ہوں تو اس ہیت کو خلق نیک اگر برے اور قابل مذمت ہوں تو اس ہیت کو خلق بد کہتے ہیں"۔ (30)

گویا علم الاخلاق کا موضوع دو قسم کے اعمال پر مشتمل ہے

۱۔ وہ اعمال جو انسان کے اختیار و ارادہ سے صادر ہوتے ہوں اور عمل کے وقت جن کے بارے میں وہ خوب جانتا ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

۲۔ وہ اعمال جو عمل کے وقت اگرچہ بغیر ارادہ صادر ہوتے ہیں لیکن اختیار، شعور اور ارادہ کے وقت ان کے متعلق احتیاط برت سکتا ہے۔

اور یہی وہ اعمال ہیں جن پر خیر اور شر یا اچھے اور برے ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے۔ (31)

"نفس انسانی اپنے کردار میں تین امور میں سے کسی ایک امر سے متعلق ہوتا ہے۔ ایک طبیعت، دوسرا حال اور تیسرا ملکہ ہوتا ہے۔ طبیعت جبلت کا نام ہے جس میں تغیر و تبدل کا قطعی امکان نہیں، حال نفس کی اس کیفیت کا نام ہے جس سے استبداد قبول کی بنا پر نفس متکیف ہوتا مگر جلد ہی زوال بھی قبول کرلیتا ہے، جب کہ ملکہ اس کیفیت یا قوت کا نام ہے جو نفس انسانی میں راسخ ہوجاتی ہے اور اس کا زوال ہو تو سکتا ہے لیکن بمشکل اور بتا خیر۔ اس کے بعد یہ واضح ہے کہ خلق ان تینوں کیفیات میں سے نفس کی اس کیفیت سے متعلق ہے جو ملکہ کہلاتی ہے اور اس کا حال مزاج سا نہیں ہے۔ لہذا علم الاخلاق کے ذریعے اس کی تہذیب واصلاح ممکن ہے"۔ (32)

گویا علم الاخلاق سے مراد وہ انسانی اوصاف و کمالات اور کردار جس کے متعلق بحث کی جاتی ہے تاکہ ان اوصاف کی بنیاد پر انسانی شخصیت کی پہچان ہو سکے اور انھی اوصاف کی بنیاد پر انسانی شخصیت میں نکھار پیدا ہو جو انسانی شخصیت میں توازن کے معیار کو بھی برقرار رکھے۔

ڈاکٹر زاہد منیر عامر اپنی کتاب آئینہ کردار میں لکھتے ہیں

"انسانی فطرت کا سرچشمہ شفاف ہے اور انسان اپنی سرنوشت اپنے قلم سے لکھ سکتا ہے جب فطری قویٰ اپنی حدود میں رہ کر بدون لغزش عمل پیرا رہتے ہیں تو اخلاق حسنی کہلاتے ہیں اور جب یہی فطری قویٰ دائرہ توازن سے نکل کر افعال انجام دینے لگیں تو اخلاق سیئہ بن جاتے ہیں۔ اگر نفس مسلسل فطری تقاضوں کی تکمیل دائرہ توازن سے نکل کر کرتا رہے تو پھر انسانی فطرت کا وہ سرچشمہ جسے قسام ازل نے صاف و شفاف رکھا ہے گدلا بھی ہو جاتا ہے۔ اصولی طور پر کوئی جذبہ برا نہیں اور نہ ہی کسی جذبے کو اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ اسے کچل دیا جائے۔ طبعی جذبات خاص مقاصد کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور یہی جذبات خاص ترتیب سے حسن اخلاق بن جاتے ہیں"۔ (33)

معلوم ہوا کہ انسانی سیرت و کردار میں اخلاق اور اخلاقی اقدار کا بہت عمل دخل ہوتا ہے انھی اقدار کی وجہ سے انسانی شخصیت میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور بہترین کردار سازی سے اچھے عمل کی بھی پہچان کی جاتی ہے۔ انسانی اعمال و افکار اور طرز زندگی میں حسن بیان کی اہمیت بھی اسی اخلاق اور اخلاقی اقدار کی وجہ سے ہی تسلیم کی جاتی ہے۔

3۔ تعمیر سیرت و کردار

جہاں تک افراد معاشرہ کی تعمیر سیرت و کردار کا تعلق ہے تو ہر دور کے معاشرے میں نہ صرف اس کی طرف توجہ دی گئی ہے بلکہ کردار سازی کے نئے رجحان بھی متعارف کرائے گئے۔ کبھی اچھے لباس کو اچھا کردار تصور کیا گیا تو کبھی اچھی خوراک اور اچھی رہائش سے کردار کے تانے بانے جوڑے گئے اور کبھی طرز تکلم کو اچھے کردار کی مثال کے طور پر معاشرے میں متعارف کرایا گیا۔ جب سے انسان کی تہذیبی زندگی کا آغاز ہوا اور انسانوں نے باہم مل جل کر رہنا شروع کیا تو پھر کردار سازی کو زیادہ اہمیت دی گئی کیونکہ اسی سے انسانی شخصیت معاشرے میں نمایاں ہوتی تھی۔ کردار سازی اور تعمیر سیرت کے حوالے سے جو مفصل تعلیمات اسلام نے متعارف کرائیں اس سے پہلے انسان کی تہذیبی زندگی میں اس کی عملی مثال نہیں ملتی۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ نے اپنا اسوہ پیش کرکے کردار سازی کی اہمیت کو اور بھی واضح کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی

اعمال و افعال کا تعلق انسانی شخصیت اور کردار سازی سے ہم آہنگ ملتا ہے۔اس لیے معاشرے میں افراد کی تعلیم و تربیت اور ان کی اس انداز میں کردار سازی کرنا جس کی وجہ سے وہ اخلاق حسنہ کے مالک ہوں، حقیقی معنوں میں اللہ کے نمائندے بن کر زندگی بسر کریں اور اللہ کے تقرب سے بھی سرفراز ہوں۔

نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی اور پھر مدنی زندگی میں آپ کو اذیتیں دی گئیں اگر آپ چاہتے تو فتح مکہ کے موقع پر ان سے بدلہ لے لیتے مگر نبی کریم ﷺ کی ذات معاف کرنے اور بدلہ نہ لینے میں ارفع و اعلیٰ ہے اور انسانیت کے کردار کی تشکیل کرتے ہوئے فرمایا

عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ما تعدون الصرعة فیکم،قالوا الذی لا یصرعہ الرجال قال لا ولکنہ الذی یملک نفسہ عند الغضب[34]

"حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ زبردست پہلوان کسے کہتے ہو، صحابہ کرام نے کہا جسے لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں پہلوان وہ ہے جو اپنے غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے"۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ سے اس کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے کہ انسانی شخصیت اور اس کا کردار کیسا ہونا چاہیے۔ جہاں تک کردار سازی کا تعلق ہے تو ذاتی تشخص بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ تشخص انسان کی سیرت و کردار کا عکاس ہوتا ہے۔ تعمیر سیرت و کردار کے حوالے سے امام غزالی لکھتے ہیں

"وہ قانع نفسہ کو تین انواع میں تقسیم کرتے ہیں۔ایک الحیاۃ النزوعیة یعنی نشاۃ حرکی (جبلتیں اور محرکات)،دوسرے الحیاۃ الوجدانیة (جذبات و میلانات)، تیسرے الحیاۃ ادراکیة یعنی نشاہ عقلی (عقلی ادراک)۔ ان تینوں خصلوں یا نشاطات کے نتیجے میں انسانی افعال وجود میں آتے ہیں۔ ان افعال کے تکرار سے عادتیں بنتی ہیں اور عادات کے نتیجے میں شخصیت کوئی ڈھب اختیار کرتی ہے اور اسی طرح سیرت حسنی یا سیرت قبیحہ سامنے آتی ہیں۔[35]

تعمیر سیرت و کردار میں جہاں دوسرے عناصر اثر انداز ہوتے ہیں وہیں تربیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ سیرت و شخصیت کو سنوارنا تربیت کہلاتا ہے اور اسلام نے انسان کی تربیت پر بہت زور دیا ہے۔ تربیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان میں اچھی صفات کو پروان چڑھایا جائے اور بری عادتوں کو ختم کیا جائے مثلاً کذب، غیبت، حسد، خود غرضی، دل آزاری، فحش گوئی اور دھوکہ دہی وغیرہ سے مکمل اجتناب کیا جائے اور ایمان، توکل، صبر، حق گوئی، بے غرضی، خدمت خلق کو تربیت کا مقصود بنایا جائے۔

مفتی محمد شفیع معارف القرآن میں لکھتے ہیں

"انسانی نفوس کو اعلیٰ اخلاق سے آراستہ اور رذائل سے پاک وصاف کیا جائے یعنی اس آئنہ کے زنگ کو دور کر کے اس میں صقیل اور جلا پیدا کی جائے"۔ (36)

امام غزالی سیرت وکردار کے لیے دس نکاتی سنہری اصول بیان کرتے ہیں۔

ا۔ حسن نیت

کردار سازی کے لیے نیت کا ٹھیک ہونا ضروری ہے، کیونکہ نیت سے ہی اعمال وافعال کا انحصار ہوتا ہے۔ اس لیے افراد کو چاہیے کہ وہ اپنی نیت درست رکھے اور اس میں کسی موقع پر بھی خلل نہ آنے دے۔ صدق نیت نفسی صحت کی بنیادی شرط ہے۔ عقائد اور تصورات کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کرنا اور حسد سے بچنا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

عن انس قال قال رسول اللہﷺ لا تقاطعوا ولا تدابرولا تباغضوا ولا تحاسدو ا کونو عباد اللہ اخوانا (37)

"حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آپس میں قطع تعلق نہ کرو، ایک دوسرے سے بے رخی اختیار نہ کرو، باہم دشمنی وبغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور آپس میں بھائی بھائی بن جاو"۔

قرآن کریم نے حسد کرنے والے کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومن شر حاسد اذا حسد (38)

"اور ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب بھی وہ حسد کرے"۔

اسی لیے ہر انسان کو دوسرے کے بارے میں اچھی نیت رکھنی چاہیے اور اپنے اعمال وکردار میں بھی اس بات کو یقینی بنائے کہ معاشرے میں بسنے والے تمام افراد ایک آدم کی اولاد ہیں اس لیے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنا چاہیے۔ یہ بھی ایک اچھے کردار کی نشانی ہے جو انسانی شخصیت کی تعمیر میں اپنا اثر ڈالتی ہے۔

۲۔ اطاعت وبندگی

کردار سازی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ کے احکامات کی تعمیل کی جائے، کیونکہ انسان کو پوری یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ اللہ کی اطاعت وبندگی کرنی چاہیے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (39) "اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے"۔

۳۔ زہد و تقویٰ

اسلامی نقطہ نظر سے سب سے اعلیٰ اور افضل شخص وہ ہے جس کا ایمان مضبوط ہو اور وہ سب سے زیادہ متقی ہو، تقویٰ کے علاوہ کسی اور انسانی خصوصیت کی اسلام کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہے صرف تقویٰ ہی سے لوگوں کی قدر و قیمت متعین ہوتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُم (40)" بے تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے"۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یاایھاالناس ان ربکم واحد واباکم واحد الا لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا اسود علی احمرولا احمر علی اسود الا بالتقویٰ۔(41)

"اے لوگو! تم سب کا خدا ایک ہے تم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو سنو کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کسی سیاہ کو سرخ پر کسی سرخ کو سیاہ پر کوئی فوقیت نہیں (نسل ورنگت کے سب امتیازات ہیچ ہیں) فضیلت کا دارومدار صرف تقویٰ اور خوف خدا پر ہے"۔

اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان کے تمام افعال و اعمال کو زہد و تقویٰ کے معیار پر پورا اترنا چاہیے۔

۴۔ منزل کی لگن

کردار سازی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے دل میں اپنی منزل تک پہنچنے کی لگن ہونی چاہیے۔ ذوق وشوق کے بغیر یہ راستہ طے نہیں کیا جاسکتا۔

۵۔ اوامر و نھی کی پابندی

کردار سازی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اسے ہر صورت میں شریعت کے اوامر و نہی کی پابندی کرنی چاہیے اور بدعات سے گریز کرنا چاہیے اور مغربی تقلید سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۶۔ عاجزی وانکساری

کردار سازی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اسے بندگان خدا کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آنا چاہیے اور تکبر وحسد سے گریز کرنا چاہیے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

الا اخبرکم باھل الجنۃ کل ضعیف متضاعف لو اقسم علی اللہ لا برہ الا اکبرکم باھل النارکل عتل جواظ مستکبر(42)

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمھیں جنت والوں کی خبر نہ دوں، ہر کمزور تواضع کرنے والا اگر وہ قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم پوری کر دے۔ کیا میں تمھیں جہنم والوں کی خبر نہ دوں ہر تند خو، اکڑ کر چلنے والا اور متکبر"۔

معلوم ہوا کہ عاجزی و انکساری کرنے والے شخص کی اللہ کے ہاں کتنی عزت افزائی کی جاتی ہے۔ اس لیے اس کو بھی کردار سازی میں بنیادی اہمیت ہونی چاہیے۔

۷۔ ایمان کی پختگی

انسان کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اگرچہ نجات کا دارومدار ایمان پر ہوتا ہے تاہم خوف و امید اس کے دائرے سے باہر ہے۔ اس لیے کردار سازی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ پر ایمان لانے کے بعد اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہیں ہونا چاہیے۔

۸۔ تزکیہ نفس

انسانی نفس جس کی اصلاح کے لیے بہت زور دیا گیا ہے اور انسانی نفس کی کیفیات کو مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے اس لیے اس کے تزکیہ پر بھی بہت زور دیا گیا ہے۔ اس لیے عبادت و ریاضت، مجاہدہ اور تزکیہ نفس بھی انسان کا شیوہ ہونا چاہیے، کیونکہ تزکیہ نفس سے ہی انسان کا کردار نکھر کر سامنے آتا ہے۔

۹۔ شرک کی ممانعت

فرد کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ کہ غیر اللہ کا خیال اس کے دل میں نہ آنے پائے کیونکہ جس اللہ نے انسان کو پیدا کیا وہی معبود ہے اور اسی سے مدد کی امید رکھنی چاہیے اور اسی سے دعا کے ذریعے دنیا اور آخرت کی نجات مانگنی چاہیے، اور جو الوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے مانگتے ہیں ان کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ[43] "شرک بہت بڑا ظلم ہے"

۱۰۔ تعلق مع اللہ

ایک انسان کا اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط ہونا چاہیے اور انسان کو اپنے اندر وہ نظر و بصیرت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو اسے دیدار خدا کی منزل مقصود تک لے جائے۔[44]

4۔ کردار سازی کے عوامل

جب ہم انسانی شخصیت کی تعمیر اور کردار سازی کی بات کرتے ہیں تو ذیل میں کچھ اور عوامل بھی ذکر کیے جاتے ہیں۔

ا۔ اصلاح قلب

حیات ظاہر کی طرح انسان کی باطنی اور روحانی زندگی بھی قلب انسانی کے ساتھ وابستہ ہے۔ قلب، انسان کے فکر وخیال کا مرکز ہوتا ہے اور یہی قلب انسان کی اصلاح و بگاڑ کا بنیادی سبب بھی ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے قلب انسانی کی اس اہمیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

الا وان فی الجسد مضغة، اذا صلحت، صلح الجسد كله، واذا فسدت، فسد الجسد كله۔ الاوھی القلب۔(45)

"سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکرا ہے جب وہ درست ہو گا تو سارا بدن درست ہو گا اور جہاں بگڑا تب سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکرا آدمی کا دل ہے"۔

انسانی جسم کا یہ حصہ اگر درست ہو جائے تو پورا نظام جسمانی بھی درست رہتا ہے اور اس سے صادر ہونے والے اعمال و افعال اور اکلاقی نظام بھی درست رہتا ہے۔ اگر یہاں بگاڑ آجائے تو فکر وخیال اور اخلاق و عمل، سب فساد کا شکار ہو جاتے ہیں اور پھر یہ اخلاق و اعمال انسانی شخصیت پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور انھی اثرات کی وجہ سے انسان رذائل کی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

انسانی جسم میں قلب کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے امام شاہ ولی اللہ البدور البازغۃ میں فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو کہ انسان میں سید وحکمران صرف قلب ہے اور وہی اپنی رعیت یعنی دیگر اعضاء کی نگرنای کا ذمہ دار ہے۔ وہی جسم انسانی کے عالم کا کرتا دھرتا ہے۔ علمائے نفس اسی کے احوال و کوائف سے بحث کرتے اور اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ وہی انسانی علوم اور انسانی انانیت کا مرکزی موضوع گفتگو اور محور ہتا ہے۔(46)

انسانی فکر و عمل کا محرک خواہ جسمانی ہو یا روحانی ہو وہ سب سے پہلے انسان کے قلب پر ہی وارد ہوتے ہیں۔ یہ واردات اس تواتر کے ساتھ عمل پذیر ہوتے ہیں جس کی وجہ سے انسانی شخصیت میں اس کے ثرات جلد ہی رونما ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

امام غزالیؒ احیاء العلوم میں اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں۔

"قلب کی مثال ایک برج کی سی ہے جس کے گرد بہت سے دروازے ہوں انہیں دروازوں سے اس پر احوال کی آمدوشد ہوتی ہے۔ یا قلب کو ایک تودے (ٹیلے) کی مانند سمجھنا چاہیے جس پر چاروں جانب سے نشانے لگتے ہوں۔ اس کی مثال آئینے کی سی بھی ہے جس پر مختلف صورتیں گزرتی رہتی ہیں اور ایک کے بعد دوسرا عکس پڑتا رہتا ہے یا یہ ایک حوض ہے جس میں مختلف نالیوں سے پانی آتا ہے۔ بہرصورت قلب میں ان نئے نئے

آثار کا ظہور حواس خمسہ ظاہری کی جہت سے ہوتا ہے یا باطن کی جہت سے۔ جس طرح خیال ایک شے سے دوسری کی جانب بدلتا جائے گا اسی طرح دل بھی ایک حال سے دوسرے کی طرف بدلتا جائے گا"۔ (47)

۲۔ شرم وحیاء

حیاء وہ اخلاقی خصوصیت ہے جس کی بدولت کئی دوسرے محاسن کو بھی تحریک ملتی ہے۔ عفت وعصمت کی خوبی بھی اسی خلق حسن کی بدولت استحکام حاصل کرتی ہے اور بتہ سی برائیوں سے اسی وصف کی وجہ سے انسان اجتناب کرتا ہے اس وصف طبعی کی نگہداشت اور اس کو پروان چڑھانے کے لیے دیناسلامی کی تربیت اقدار اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ شریعت کے قواعد وضوابط کے مطابق ستر عورت کو ہر حال میں ملحوظ خاطر رکھنا، غض بصر کے حکم الہی پر عمل کرنا، برہنگی اور عریانی سے مجتنب رہنا، حیاء کے جذبہ کو تقویت دیتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے حیا کو ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کے ارشادات گرامی ہیں۔

فقال رسول اللهﷺ فإن الحياء من الإيمان (48)"نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حیا ایمان میں سے ہے"

والحياء شعبه من الإيمان (49)"نبی کریم ﷺ نے فرمایا شرم وحیاء ایمان کی ایک شاخ ہے"

حیاء ایمان کی ایک اہم شاخ ہے کیونکہ یہ نفس انسانی کی اصلاح وتربیت میں نہایت موثر کردار ادا کرتی ہے، نیز وہ انسان کو برائیوں سے روکتی ہے اور نیکیوں پر آمادہ کرتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حیاء ایسا وصف ہے جو انسان کے لیے بھلائی اور زینت کا باعث بنتا ہے اور ایمان کا اہم شعبہ ہونے کے ناطے سے جنت کی طرف پیش قدمی میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کے ارشاد مبارکہ ہیں:

الحياء من الإيمان ، والإيمان في الجنة، والبذاء، من الجفاء، والجفاء في النار۔ (50)

"حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حیاء ایمان کا ایک جزء ہے اور ایمان والے جنت میں جائیں گے اور بے حیائی کا تعلق ظلم سے ہے اور ظالم جہنم میں جائیں گے"۔

حیات عمرانی میں اجتماعی زندگی کا حسن اس امر سے وابستہ ہے کہ لوگ عادات حسنہ کے حامل ہوں۔ یہ پاکیزہ اطوار، ان کے باہمی تعلقات کو بھی پاکیزگی اور تقدس کے اس سانچے میں ڈھال دیں جہاں شیطنیت کا گزر نہ ہوسکے۔ حیاء ان کے خصائل حسنہ میں سے ہے جو تمام امور وعادات کو حسن اور خوبصورتی عطا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

ماكان الفحش في شيء ، إلا شانه، وما كان الحياء، في شي ء إلا زانه۔ (51)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شیز میں بے حیائی آتی ہے اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور جس چیز میں حیاء آتی ہے اسے زینت بخشتی ہے"

انبیاء کی سنت میں بھی حیاء کو اولیت حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ انسانوں کو برائیوں اور معصیت کے کاموں سے روک دیتی ہے۔ اگر حیاء نہ ہو تو فواحش کو روکنے میں کوئی آڑ نہیں ہو سکتی۔ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

إن مما أدرك الناس من كلام النبوة الأولى: إذا لم تستحى فاصنع ماشئت (52)

"حضرت ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگلے پیغمبروں کا کلام جو لوگوں کو ملا اس مین یہ بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہی تو پھر جو جی چاہیے وہ کرے"۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ إن لكل دين خلقا وإن خلق الإسلام الحياء (53)

"حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیاء ہے"۔

آداب زندگی کا جزو بنانے کے لیے حیاء کی عادت معاشرتی پاکیزگی کی نشوو ارتقاء اور گھریلو زندگی میں بھی ماحول کی پاکیزگی کا باعث بنتی ہے۔

اسی تناظر میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

إن الله عزوجل، إذا أراد يهلك عبدا نزع منه الحياء۔ فإذا نزع منه الحياء، لم تلقه إلا مقينا ممقتا۔ فإذا لم تلقه إلا مقيتا ممقتا، نزعت منه الأمانة۔ فإذا نزعت منه الأمانة، لم تلقه إلا خائنا مخونا، فإذا لم تلقه إلا خائنا مخونا نزعت منه الرحمة فإذا نزعت منه الرحمة، لم تلقه إلا رجيما ملعنا، فإذا لم تلقه إلا رجيما ملعنا، نزعت منه ربقة الإسلام۔ (54)

"حیاء گویا وہ قوت اور ملکہ ہے جس سے انسان خیر و فلاح کی طرف مستعدی سے گامزن رہتا ہے۔ اور اسی کی وجہ سے وہ تمام شر و رو تعدی سے بچنے کی صلاحیت حاصل کرتا ہے۔ اس ایک صلاحیت کے عنقا ہونے سے نہ صرف دوسری فضائل حسنہ سے محرومی ہو جاتی ہے بلکہ انسانی رذائل کے قریب تر ہو جاتا ہے"۔

۳۔ وقت کی قدر و قیمت

انسانی سیرت و کردار کے لیے ضروری ہے کہ وہ وقت کا پابند ہو اور وقت کی اہمیت کو سمجھتا ہو، کیونکہ انسانی شخصیت کی تعمیر اور کردار سازی میں وقت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے وقت کی قدر و قیمت کے حوالے سے بھی مفصل تعلیمات ملتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

من حسن اسلام ا لمرء ترکه مالا یعنیه۔[55]

"اسلام کے حسن میں سے یہ بات بھی ہے کہ انسان لایعنی (فضول، بے کار) مشاغل ترک کر دے"۔

انسان کو وقت کی قدر و قیمت اور اہمیت کا احساس دلاتے ہوئے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

اغتنم خمساقبل خمس، شبابک قبل ہر ملک، وصتحک قبل سقمک، وغناء ک قبل فقرک، وفراغک قبل شغلک و حیاتک قبل موتک۔[56]

"پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو، بڑھاپے سے پہلے جوانی، بیماری سے پہلے تندرستی، تنگدستی سے پہلے مال داری، مشغولیت سے پہلے فراغت اور موت سے پہلے زندگی کو"۔

اور ایک روایت میں آپ ﷺ نے وقت کی قدر و قیمت کی جانب اس طرح توجہ دلائی، فرمایا:

نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الفراغ والصحة۔[57]

"دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے کا شکار ہیں، ایک فراغت اور دوسری صحت"

۴۔ جھوٹ سے نفرت

جھوٹ کو کسی معاشرے میں بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا، اسلام نے بھی اس سے بچنے کی سختی سے تاکید کی ہے، کیونکہ یہ بھی انسان کی شخصیت پر اثر انداز ہوتی ہے اور اسی سے اس کا کردار بھی سامنے آتا ہے۔ جھوٹ اپنی اصل کے لحاظ سے ہی غلط، ناروا اور ممنوع ہے، پھر اس کی بے شمار قسمیں ہمارے ہاں رائج ہیں، لیکن سب کی سب ممنوع، اور کسی بھی معاشرے کے لیے سخت ضرور رساں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَکٰذِبٌ کَفَّارٌ۔[58] بلاشبہ اللہ اس کو راستہ نہیں دکھاتا جو جھوٹا ور ناشکرا ہو۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

اِنَّ الصدق یهدی الی بر وان البر یهدی الی الجنة وان الکذب یهدی الی الفجور وان الفجور یهدی الی النار[59]

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ سچ انسان کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لی جاتی ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے"۔

آپ ﷺ نے جھوٹ کو نفاق کی علامت شمار کیا ہے آپ کا ارشاد ہے

قال رسول اللهﷺ اية المنافق ثلاث اذا حدث كذب،واذا وعد اخلف واذا أتمن خان(60)

"حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا منافق کی علامتیں تین ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے"۔

ہمارے ہاں جو جھوٹ کی اقسام رائج ہیں ان میں عام روزمرہ کے جھوٹ سے لے کر گواہی، قسم اور شہادت میں غلط بیانی، جھوٹے سرٹیفکیٹ، وکلا کا لغط کیس لینا، غلط سفارش، ناپ تول میں کمی، تجارتی فریب، صحافتی رپورٹنگ میں غلط بیانی اور حکومتی وسیاسی سطح کے جھوٹ سب ہی شامل ہیں، سب سے ہی بچنے کا حکم ہے، اور ہماری موجودہ مشکلات میں بھی ان کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گر چار چیزیں تمہیں میسر ہوں تو دنیا کی کسی چیز سے محرومی تمہارے لیے نقصان دہ نہیں۔ اور وہ یہ ہیں، ۱۔ امانت کی حفاظت کرنا، ۲۔ سچ بولنا، ۳۔ خوش خلقی اختیار کرنا، ۴۔ روزی میں پاکیزگی اختیار کرنا۔(61)

امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے، اور انسان زندگی کا ہر شعبہ اس کے دائرے میں داخل ہے، مثال کے طور پر تاجر کے لیے امانت یہ ہے کہ وہ لین دین میں سچ بولے اور دیانت داری سے تجارت کرے، آجر کے حق میں امانت یہی ہے کہ وہ اجیر (مزدور) کے حقوق کی ادائیگی بروقت کرے، اور اس میں کسی بخل سے کام نہ لے، اجیر کے حق میں امانت یہ ہو گی کہ وہ مالک اور آجر کے حقوق کی نگہبانی کرے اور اس کے مفاد کا بھرپور خیال رکھے، ملازم اپنی ڈیوٹ پوری زمے داری سے ادا کرے، صنعت کار اپنا فریضہ دیانت داری سے انجام دے اور کسی قسم کی غلط سرگرمی میں ملوث نہ ہو، یہ سب امانت داری ہے اور اگر کوئی شخص اس کے برعکس کرتا ہے تو وہ خیانت کا مرتکب ہے اور خیانت کے برا ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ادوالخياط والمخيط واياكم والغلول فانه عار على اهله يوم القيمة۔(62)

"دھاگا اور سوئی (تک) ادا کر دو، اور خیانت سے بچو، اس لیے کہ یہ خیانت قیامت کے دن عار اور ندامت کا باعث ہو گی۔"۔

خیانت کی ہمارے ہاں بہت سی شکلیں رائج ہیں، ملازمت کے اوقات میں خیانت سے لے کر ذمے داریوں کی ادائیگی میں خیانت تک اور علمی خیانتوں سے لے کر عملی خیانت تک کتنی ہی غلط راہیں، ہم نے تراش لی ہیں، ہم وقت پر دفتر نہیں پہنچتے، ذمے داریوں کی ادائیگی میں امانت دیانت کا لحاظ نہیں رکھتے، دوسروں کے حقوق کی ادائیگی میں خیانت کر جاتے ہیں، لین دین میں اپنے مفادات کو ترجیح دے کر دوسروں کو نقصان پہنچانا عام ہے، یہ سب چیزیں خیانت میں شامل ہیں اور ہمارے لیے سخت ممنوع، ہماری بہت سی مشکلات اس بنا پر ہیں کہ ہم امانت و دیانت کے ان اسلامی تقاضوں کا پاس نہیں رکھتے، جن کی تاکید قرآن وحدیث میں بار بار کی گئی ہے، ان اصولوں کو نافذ کیے بغیر ایک فلاحی معاشرے کا قیام ممکن نہیں اور اس مقصد کے لیے ہر شخص آج ہی سے اپنی ذات سے اس کا آغاز کر سکتا ہے۔

خلاصہ بحث

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوق بنا کر اس دنیا میں بھیجا، پھر اس کو عزت و تکریم سے نوازا تاکہ وہ اللہ کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی شخصیت کو معاشرے کے لیے مفید بنائے۔ اس لیے کردار سازی کی طرف بھی خصوصی توجہ دی گئی، تاکہ کردار کی پختگی سے تعمیر سیرت کی درست بنیاد رکھی جاسکے۔ جہاں تک انسانی مزاج کا تعلق ہے تو در حقیقت انسانی مزاج دو انتہاؤں سے عبارت ہے، ایک جانب اگر خوف، شکستگی اور انفعالیت کی انتہا ہے تو دوسری جانب ہر طرح کے نتائج و عواقب سے بے پرواہو کر دنیاوی لذتوں سے آشنا ہو کر لطف اندوزی کی انتہا پر ہے، یہ دونوں انتہائیں انسان کی حقیقی کامیابی کی راہ کی بڑی رکاوٹ ہیں، اس لیے اسلام کو ان میں سے ایک بھی انتہا مطلوب نہیں، وہ تو دونوں کے درمیان ایک راہ متعین کرتا ہے، تاکہ معتدل راہ اختیار کر کے کردار سازی کی طرف توجہ دی جاسکے۔ انسانی سیرت و کردار اس کے طور اطوار، رہن سہن، طرز تکلم اور چال جلن سے واضح ہوتی ہے اور انسان کا کردار بھی انھی عوامل سے معلوم ہوتا ہے اس لیے ان کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی سیرت و کردار کی جو بنیادیں سامنے آتی ہیں جن میں فطرت انسانی، معاشرتی ماحول اور اخلاقی اقدار قابل ذکر ہیں۔ اخلاقی اقدار کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ کردار سازی میں اس کا بہت زیادہ عمل دخل ہوتا ہے اس لیے کردار سازی کے لیے اخلاق حسنہ کو اختیار کرنے اور اخلاق رذیلہ سے اجتناب کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی اخلاق سے انسان کی شخصیت کی تکمیل ہوتی ہے اور نبی کریم ﷺ کے اسوہ سے ہمیں اس بارے میں بھی مفصل تعلیمات ملتی ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر، انسانی شخصیت کی تعمیر اور کردار سازی کے عوامل کو اختیار کر کے سیرت و کردار میں مزید نکھار لایا جاسکتا ہے۔

References

[1] Al Quran, Al-Mulk,67:14

[2]Mukhtasar Urdu Lughat, Qoumi Council Baraye Faroogh Urdu Zuban, New Dehli , 2009, P741

[3] Hasan-ul-Lughaat, A'taqad Publishing House, Dehli, 2004, P677

[4] Wasi Ullah Khokhar, Jahangeer Urdu Lughat, Jahangeer Books Lahore, P1120

[5] Feroz-ud-Din, Feroz-ul-Lughaat, Feroz Sons Lahore, P.1002

[6] Al Quran, Al Room30:30

[7] Imam, Bukhari, Al-Jame Al-Sahih, Kitab-ul-Jana'iz, Bab Iza Aslama al-Sabi Famat hal yusalli ileh, Hadith No 1358

[8] Al Quran, Al Balad,90:10

[9] Al Quran, Al Dahar,76:3

[10] Imam Darmi, Sunan Darmi,V1, p505, Hadith No 2774

[11] Al Quran, Al Shamas, 91:7.10

[12] Al Quran, Yusuf, 12:53

[13] Al Quran, Al Qayamah,75:2

[14] Al Quran, Al Fajr, 89:27-28

[15] Dr. Muhammad Amin, Islam aur Tazkiyah Nafs, Urdu Science Board Lahore, 2004, V479

[16] Al Quran, Al Kahaf,18:105

[17] Imam Muslim, Sahih Muslim, Kitab-ul-Bir, wa-Sillah wal-Adab, Bab Tahreem al-Zulm, Hadith No 2564

[18] Al Quran, Al Zukhruf,32:43

[19] Al Quran, Al Room,30:22

[20] Imam Tirmidhi, Sunan Tirmidhi, Kitab Tafseer Quran Kareem, Bab wa-min Soruh Al-Baqarah, Hadith No 2955

[21] Mustafa Samsuddin, Anwar-ul-Lughat, Jamia tul Iskandria, V1, P293

[22] Al Quran,Al Qalam,68:4

[23] Asfahani, Raghib, Mufirdat-ul-Quran, V 1, P 341

[24] Al Quran,Al Baqrah,2:102

[25] Imam Muslim, Sahih Muslim, Bab Tafseer al-Bir Wal Ism, Hadith No 2553

[26]Imam, Bukhari, Al-Jame Al-Sahih, Kitab-ul-Manaqib, Bab Siffat-un-Nabi, Hadith No 3559

[27] Imam, Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab al-Adab, Bab fi-Husn-ul-Khulq, Hadith No 4799

[28] Imam, Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab al-Adab, Bab fi-Husn-ul-Khulq, Hadith No 4798

[29] Shah Wali Ullah, Hujat Ullah al-Baligha, P254

[30] Imam Gazali, Ihya Ulum al-Din,V3, P39

[31] Seoharwi, Hifz-ur-Rehman, Akhlaq aur Falsafa Akhlaq, Farooqi Press Dehli,1950, P 20

[32] Ibid, P 24

[33] Dr. Zahid Munir Aamir, Aina Kirdar, Islamic Centre Lahore, 2013, P20

[34] Imam, Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Hadith No 4779

[35] Imam Gazali, Ihya Ulum al-Din, P188

[36] Mufti Muhammad Shafi, Ma'arif-ul-Quran, Maktaba Usmania Karachi, V1, P331

[37] Imam Tirmidhi, Sunan Tirmidhi, Kitab-ul-Bir Wa- Sillah , Bab Maja'a fil hasad, Hadith No 1935

[38] Al Quran, Al Falaq,113:5

[39] Al Quran, Al Zaryat,51:56
[40] Al Quran, Al Hujraat,49:13
[41] Imam Behqi, Shaib-ul-Emaan, Hadith No 4760
[42] Imam, Bukhari, Al-Jame Al Sahih, Kitab-ul-Adab, Bab-ul-Kibr, Hadith No 6071
[43] Al Quran, Luqmaan,31:13
[44] Imam Gazali, Ihya Ulum al-Din, V 3, P238
[45] Imam, Bukhari, Al-Jame Al-Sahih, Kitab-ul-Emaan, Bab Fazl min Istabr al-Deniyah, Hadith No 52
[46] Shah Wali Ullah, Al Bador al-Bazigah,P95
[47] Imam Gazali, Ihya Ulum al-Din, V 3 ,P42
[48] Imam, Bukhari, Al-Jame Al-Sahih, Kitab-ul-Adab, Bab-ul-Haya, Hadith No 6118
[49] Ibn-e-Majah, Sunan Ibn Majah, Bab Fil Emaan, Hadth No 57
[50] Imam Tirmidhi, Sunan Tirmidhi, Kitab-ul-Bir Wa- Sillah , Bab Ma'jaa fil-Haya, Hadith No 2009
[51] Imam Tirmidhi, Sunan Tirmidhi, Kitab-ul-Bir Wa- Sillah , Bab Ma'jaa fil-Fahs, Hadith No 1974
[52] Imam, Bukhari, Al-Jame Al-Sahih, Kitab-ul-Adab, Bab Izalm Tastahi Fa-san’a Ma’sht, Hadith No 6120
[53] Ibn-e-Majah, Sunan Ibn Majah, Kitab-ul-Zuhd, Bab-ul-Haya, Hadth No 4182
[54] Ibn-e-Majah, Sunan Ibn Majah, Kitab-ul-Zuhd, Bab-ul-Haya, Hadth No 4183
[55] Ibn-e-Habban, Al-sahih, Beirut Lebanon, 1993, V1, P 466, Hadith No 229
[56] Imam Hakim, Al-Mustadrak, Dar-ul-Kutab al-Elmya Beirut, 1990, V2, P341, Hadith No 7846
[57] Ibn-e-Abi, Shaiba, Al-Musan'naf, Maktaba Riyaz, 1409, V7, P 82, Hadith No 3435
[58] Al Quran, Al-Zumar,39: 3
[59] Imam, Bukhari, Al-Jame Al-Sahih, Kitab-ul-Adab, Bab Wama Yanha un-alkazib, Hadith No 6094
[60] Imam, Bukhari, Al-Jame Al-Sahih, Kitab-ul- Emaan, Bab Alamat-ul-Munafiq, Hadith No 33
[61] Imam Ahmad bin Hanbal, Musnad Ahmad, Dar-e-Ahya al-Tiras al-Arbi 1993,V2,P370,Hadith No 6614
[62] Darmi, Sunan Darmi, Qadimi Kutab Khana Karachi, V2, P302, Hadith No 2487